خدا کی تقدیر جو بھی فیصلہ کریگی وہ بالآخر متکبروں کو ہلاک کرنے والا ہوگا

اقوامِ متحدہ کہلانے والی قومیں عبرتناک یادگاریں بن کر ختم ہوجائیں گی

روزنامہ
الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۲
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۶/۴۱ سوموار ۱۶۔ شعبان ۱۴۱۱ ھ ۴۔ امان ۱۳۷۰ ہش، ۴۔ مارچ ۱۹۹۱ء نمبر ۵۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی توحید کے پرستار نئی اقوامِ متحدہ کی بنیاد رکھیں گے۔ آج نہیں تو کل ہماری نسلیں وہ نظارہ ضرور دیکھیں گی۔

میں توحید کی راہ میں ہر قربانی کیلئے تیار ہوں، یہی میری زندگی کا مقصد ہے اور یہی میرا پیغام ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۵ صلح ۱۳۷۰ ہش (۲۵ جنوری ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

یہ خطبہ براہِ راست ماریشس، سویڈن، مانچسٹر، بریڈفورڈ، ہمبرگ، فرینکفرٹ اور جاپان میں سنا گیا

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام اور وطنیت میں کوئی تصادم نہیں

" اسلام کا کوئی وطن نہیں ہے اور ہر وطن اسلام کا ہے۔ اس بنیادی اور نہ تبدیل ہونے والے روشن اصول کو بھلا کر بسا اوقات دنیا کے مختلف امتحانوں اور ابتلاؤں کے وقت بعض ملکوں کے مسلمان غلطی کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور اسلام کی بدنامی کا بھی موجب بنتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم اپنی وفاداریوں کا تعین کرو اور بہت سے ممالک جہاں بھاری اکثریت غیر مسلموں کی ہے وہ اپنے ملک کی مسلمان اقلیت سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ہمیں واضح طور پر یہ بتادو کہ تم پہلے اسلام کے وفادار ہو یا پہلے وطن کے حالانکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اسلام کا کوئی وطن نہیں اور ہر وطن اسلام کا ہے۔ اس حقیقت میں بہت ہی گہرے حکمتوں کے راز پوشیدہ ہیں اور ایک بات جو کھل کر انسان کے سامنے ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ کہیں دنیا میں اسلام اور وطنیت کا تصادم نہیں ہو سکتا یعنی اسلام کے ان سچے اصولوں کا جو عالمی ہیں ان کا عالم کے کسی حصے سے تصادم ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ عقلاً کُل کا جزو سے تصادم قابلِ فہم نہیں یعنی محالات میں سے ہے، ایسی چیز ہے جو ہو سکتی ہی نہیں۔ اگر اسلام کا خطۂ ارض کے بعض بسنے والوں سے تصادم ہو تو اسلام ان کا مذہب نہیں بن سکتا۔ اسلام ان کیلئے رحمت کا پیغام نہیں۔ اسلام یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میری آغوش میں تمہارے لئے بھی امن ہے۔ اُس ملک کے باشندے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں! اہلِ عرب کے لئے تمہاری آغوش میں امن ہوگا یا اہلِ انڈونیشیا کیلئے یا اہلِ ملائیشیا کیلئے یا اہلِ پاکستان کیلئے لیکن ہمارے لئے تمہارے پاس کوئی امن نہیں کیونکہ تم ہماری وطنیت کے مخالف ہو۔ پس یہ ایک بنیادی واضح حقیقت ہے جسے بدقسمتی سے بعض دفعہ مسلمان بھلا بیٹھتے ہیں اور اسلامی قومیتوں کے تصوّر کو ابھارتے ہیں اور اس طرح مسلمان اور غیر مسلم کو ایک دوسرے سے برسرِ پیکار کر دیتے ہیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے سب دنیا کے دل جیتنے ہیں اور دل متصادم ہونے سے نہیں جیتے جاتے بلکہ پیغام کی لڑائی بالکل اور ماحول میں اور کیفیت سے لڑی جاتی ہے۔ پیغام کی لڑائی میں تو ایسے اصول کارفرما ہوتے ہیں جن کا دنیا کی لڑائیوں سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اور مختلف انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے مختلف وقتوں میں مختلف اصول سکھائے جو دنیا کی جنگوں پر اطلاق پا ہی نہیں سکتے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کے ہاتھ میں جو ہتھیار پکڑایا وہ یہ تھا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارتا ہے تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔

وہ جنگ جس جنگ کا یہ اسلوب بیان کیا جا رہا تھا۔ وہ جہاد جس کیلئے یہ ہتھیار عیسائیوں کو عطا کیا جا رہا تھا وہ روحانی جنگ تھی اور غلطی سے بعد میں عیسائیوں نے عملاً اس تعلیم کو ایک ظاہری تعلیم کے طور پر سمجھ لیا اور چونکہ وہ ان کے کام نہیں آسکتی تھی، دنیا کے حالات پر اطلاق نہیں پا سکتی تھی اس لئے عملاً اس کو دھتکار دیا۔ پس آج کوئی ایک عیسائی ملک دنیا میں ایسا نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم الشان روحانی تعلیم پر عمل پیرا ہو کیونکہ یہ ایک روحانی تعلیم ہے جسے انہوں نے دنیاوی معنوں میں قبول کیا لیکن عملاً ہر اس وقت اس کو رد کر دیا اور پسِ پشت پھینک دیا جب ان کے امتحان کا وقت آیا۔ آج بھی یہی کیفیت ہے۔

پس مذہب کا تعلق روحانی دنیا سے ہے اور اس کی تعلیمات کی جنگ روحانی اصطلاحوں میں لڑی جاتی ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کو اس غرض سے پیدا کیا گیا تاکہ تمام دنیا کے دوسرے ادیان پر یہ غالب آجائے تو اس کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ تلوار ہاتھ میں پکڑو یعنی مسلمانوں کو یہ تعلیم ہو کہ تم تلوار ہاتھ میں پکڑو اور تمام دنیا میں انکار کرنے والوں کی گردنیں کاٹتے پھرو اور جو تسلیم کرے اور سر جھکا دے صرف اسی کو امن کا پیغام دو۔ باقی سب کیلئے تم فساد اور جنگ کا پیغام بن جاؤ۔ یہ نہ عقل کے مطابق بات ہے۔ نہ عملاً دنیا میں ایسا ہو سکتا ہے نہ کبھی ہوا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ہمیشہ اس اصول کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ جب ہم مقابلے کی

مسلسل صہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جہاد کی اور تمام بنی نوع انسان پر (دین حق) کو غالب کرنے کی باتیں کرتے ہیں تو قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اصطلاحوں میں باتیں کرتے ہیں اور دنیا کی اصطلاحوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے ابتلاء کے وقت وہ مسلمان جو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکے، نہ سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ان کے راہنما ان کو غلط تعلیم دیتے ہیں، وہ جگہ جگہ اپنے آپ کو مشکل میں مبتلا دیکھ رہے ہیں اور دن بدن ان کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ مختلف ممالک میں کمزور اقلیتیں ہیں اور اسلام کی تعلیم کو غلط پیش کرنے کے نتیجے میں اپنے ردّ عمل کو صحیح راستے پر گامزن نہیں رکھ سکتے۔ غلط راہوں پر چلاتے ہیں جہاں چلنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے اور اس کے نتیجے میں شدید نقصان اٹھاتے ہیں اور اسلام کی مزید بدنامی کا موجب بنتے ہیں۔

سچائی وطنیت سے متصادم نہیں ہو سکتی

ایک یہ سوال ہے جو آج دنیا میں ہر جگہ اٹھایا جا رہا ہے جیسا کہ انگلستان میں بھی اٹھایا جا رہا ہے اور اس کا صحیح جواب نہ پانے کے نتیجے میں اور بعض مسلمانوں کی کم فہمی کے نتیجے میں جس رنگ میں وہ اپنے ردّ عمل کا اظہار انگلستان کی گلیوں میں کرتے ہیں اس ردّ عمل کے نتیجے میں جہاں مسلمانوں کے لئے دن بدن زیادہ خطرات پیش آ رہے ہیں، مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو جلایا جا رہا ہے، ان کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں، عام گلیوں میں چلتے پھرتے ان کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ آج ہی ایک خبر یہ تھی کہ دو ٹیکسی ڈرائیوروں کو پکڑ کر بہت بری طرح مارا گیا کیونکہ وہ صدام حسین کی حمایت میں تھے تو یہ سب جہالت کے قصے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اسلام کی تعلیم عالمگیر ہے اور عالمگیری صفات اپنے اندر رکھتی ہے اور اپنی اندرونی طاقت کے لحاظ سے غالب آنے والی تعلیم ہے جسے کوئی دنیا میں شکست نہیں دے سکتا اور کوئی اس پر اعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ یہ سچائی پر مبنی ہے

جماعت احمدیہ کو ہر ابتلاء کے وقت یا ویسے بھی اپنے طبعی ردّ عمل کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ جب بھی ماحول میں ہیجان ہو اس وقت انسان کا دل بھی ہیجان پذیر ہو جاتا ہے۔ انسان کے دل میں بھی ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے وہ اپنی جانچ کا اور یہ معلوم کرنے کا وقت ہوتا ہے کہ میں (دین حق) کے راستے پر ہوں یا کسی اور راستے پر ہوں خواہ انفرادی اختلافات کے وقت دل میں ارتعاش پیدا ہو یا قومی اختلافات کے وقت دل میں ارتعاش پیدا ہو وہ وقت ارتعاش کا ایسا وقت ہے جبکہ (صاحب ایمان) اپنے ایمان کی پہچان کر سکتا ہے اپنے دل کے آئینے میں خدا سے اپنے تعلق کو دیکھ سکتا ہے۔ پس آج تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایسا ردّ عمل دکھانا چاہیئے جس ردّ عمل میں ایک انگریز احمدی بھی بلا تردّد یہ کہتے ہوئے شریک ہو سکتا ہے کہ یہ سچائی کی تعلیم ہے اور میری قومی وفاداری سے اس کے تصادم کا کوئی سوال نہیں اور افریقہ کا احمدی بھی یہ کہتے ہوئے اس ردّ عمل میں شریک ہو سکتا ہے کہ یہ بین الاقوامی سچائی کی تعلیم ہے اور میرے ملک سے اس کے تصادم کا کوئی تعلق نہیں۔ غرضیکہ مشرق اور مغرب کے بسنے والے تمام بنی نوع انسان اگر فی الحقیقت ایک تعلیم پر اکٹھے ہو سکتے ہیں تو وہ دینِ حق، ہی کی تعلیم ہے کیونکہ یہ وطنیت سے بالا ہے اور وطنیت سے متصادم نہیں ہے کیونکہ سچائی وطنیت سے متصادم نہیں ہو سکتی۔ اگر وطنیت کا غلط تصور ہے تو سچائی کے آئینے میں وہ تصور غلط ثابت کیا جا سکتا ہے اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم وطنیت سے متصادم نہیں ہے اس سے ٹکراتی نہیں ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کے ہر ملک میں ان کی وطنیت کا تصور اسلام سے متصادم نہیں ہو سکتا۔ بعض ملکوں کے وطنیت کے تصور ہی ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ ان کی تعریف ہی مختلف ہوتی ہے جیسا کہ آج دنیا کے اکثر ممالک میں ـــــ تعریف بدل گئی ہے۔ وفا کی تعریف بدل گئی ہے۔ وطنیت کے معنی ہیں سچ ہو یا جھوٹ ہو اپنے ملک کے ساتھ وفا کرو خواہ اس کے نتیجے میں انسان کی اعلیٰ قدروں سے بے وفائی ہو اور خدا کی اس تعلیم سے بے وفائی ہو جو ہر انسان کی فطرت میں ودیعت فرمائی گئی ہے۔ اگر یہ وطنیت کی تعریف ہے تو پھر اسلام ضرور اس سے متصادم ہے لیکن ان معنوں میں متصادم ہے کہ اس تعلیم کو درست کرے گا اور خواہ اس درستی کی راہ میں کتنی ہی قربانیاں پیش کرنی پڑیں جب تک بنی نوع انسان فطرت کے مطابق سیدھے اور صاف نہیں ہو جاتے اور ان کی فطرت خدا کے حضور لبیک نہیں کہتی اس وقت تک دائرے میں اسلام کا ان غلط تعریفوں سے تصادم رہے گا اور یہ ایک ایسا تصادم ہے جس میں اسلام کو اپنی تائید میں ہر وطن سے اٹھتی ہوئی آواز سنائی دے گی۔

آج بھی دنیا میں جو حالات گذر رہے ہیں ان میں جماعت احمدیہ جو موقف اختیار کر رہی ہے۔ اس مؤقف کی تائید میں بعینہٖ ہر ملک سے تائید کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ مجھے ابھی دو دن پہلے ایک بڑے مغربی ملک کے ہمارے ایک احمدی نے یہ مطلع کیا بلکہ استفسار کیا، مجھ سے پوچھا کہ یہاں ایک بہت ہی مشہور مبصر اور بڑا ہی با اثر مبصر ہے اس نے موجودہ حالات پر جو تبصرہ کیا ہے یوں لگتا ہے کہ اس نے آپ کا خطبہ پڑھ کر یا خطبات پڑھ کر تمام وہ نکات قبول کر لئے ہیں جو آپ نے پیش کئے تو بتائیں آپ نے ان کے ساتھ کوئی رابطہ کیا تھا یا کسی احمدی نے اس کے ساتھ رابطہ کیا ہے اور ایک جگہ سے نہیں اور بھی کئی جگہوں سے اس قسم کے خطوط ملے۔ بظاہر یہ میرے خطبات کو ایک خراج تحسین ہے مگر میں جاہل نہیں ہوں کہ بے وجہ ایسی حمد کو اپنا بیٹھوں جو میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتی بلکہ .... (دینِ حق) سے تعلق رکھتی ہے تعریف کے لائق خدا ہے اور خدا کا بھیجا ہوا دین ہے اور یہ اس تعلیم کی سچائی اور عظمت کا ثبوت ہے۔ ہاں میرے لئے صداقت کی پہچان کی ایک کسوٹی ضرور بن گئی۔ یہ بات میرے لئے ان معنوں میں اطمینان کا موجب بنی کہ مجھے مزید یقین ہو گیا کہ ان حالات پر میرے جو بھی تبصرے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہیں ورنہ فطرتِ انسانی اس طرح مختلف ممالک سے بیک آواز اس کی تائید میں تبصرے نہ کرتی اور تقریر اور تحریر کے ذریعے اس تعلیم کی تائید نہ کرتی۔

پس .... (دینِ حق کے ماننے والوں) کے لئے ایک بہت بڑا کڑا وقت ہے۔ اس کڑے وقت میں اپنے جذبات اور ردِّ عمل اور خیالات کی حفاظت کریں اور ... (دینِ حق) کے پُر امن دائرے سے باہر نہ جانے دیں کیونکہ جہاں بھی آپ نے ... (دینِ حق) سے باہر قدم رکھا وہیں آپ کے لئے خطرات پیش ہوں گے۔

یہ ایک سیاسی جنگ ہے

دوسرا سوال اس دور میں جہاد کے متعلق بار بار اٹھایا جا رہا ہے اور مختلف ممالک سے احمدی مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ بتائیں ہم کیا جواب دیں۔ یہ لڑائی اسلامی تعریف کے مطابق جہاد یعنی HOLY WAR (مقدس جنگ) ہے یا نہیں۔ اس کا جواب میں اس خطبے کے ذریعے دیتا ہوں کیونکہ ہر شخص کو خطوط میں تفصیل سے سمجھایا نہیں جا سکتا۔ جہاں تک .... (دینِ حق) کے تصوّرِ جہاد کی تعریف کا تعلق ہے، سب سے کامل تعریف سورۃ حج میں پیش فرمائی گئی ہے، اُسی آیت میں جس کا میں نے پہلے بھی بارہا ذکر کیا اور اسی پر تبصرہ کیا ...... اُن لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے لڑنے والوں کے خلاف تلوار اٹھائیں، اُن کے خلاف تلوار اُٹھائیں جنہوں نے تلوار اُٹھانے میں پہل کی ہے اور کسی جائز وجہ سے نہیں بلکہ وہ مظلوم ہیں۔ اسی طرح یہ آیت اس مضمون کو آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے اور جہاد کی اس سے زیادہ خوبصورت اور کامل تعریف ممکن نہیں ہے۔ اس تعریف کو اگر ہم موجودہ صورتحال پر اطلاق کر کے دیکھیں تو ہرگز اسلامی معنوں میں یہ جہاد نہیں ہے۔ ایک سیاسی لڑائی ہے اور ہر سیاسی لڑائی خواہ وہ مسلمان اور مسلمان کے مخالف کے درمیان ہو یا مسلمان اور مسلمان کے درمیان ہو وہ جہاد نہیں بن جایا کرتی۔ درحقیقت بعض لوگ حق کی لڑائی کو جہاد سمجھ لیتے ہیں اور چونکہ ہر فریق یہ سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں اس لئے وہ اعلان کر دیتا ہے کہ یہ لڑائی خدا کے نام پر ہے، سچائی کی خاطر ہے، اس لئے جہاد ہے۔ یہ جہاد کی ایک ثانوی تعریف تو ہو گی مگر اسلامی اصطلاح میں جس کو جہاد کہا جاتا ہے اس کی تعریف اس صورتحال پر صادق نہیں آتی کیونکہ یہ تعلیم بنیادی منطق کے خلاف ہے کہ دونوں فریق میں سے جو حق پر ہو اُس کی لڑائی قرآنی اصطلاح میں جہاد بن جائے گی۔ مشرکوں کی مشرکوں سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی مختلف مذاہب کے ماننے والوں سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔ ملکوں کی ملکوں سے، کالوں کی گوروں سے، ہر قسم کی لڑائیاں دنیا میں ہو رہی ہیں، ہوتی چلی آئی ہیں، ہوتی رہیں گی۔ اور جب بھی دو فریق متصادم ہوں تو ظاہر بات ہے کہ اگر ایک فریق سو فیصدی حق پر نہیں تو کم سے کم زیادہ تر حق پر ضرور ہو گا اور یہ تو ممکن نہیں ہے، شاید ہی کوئی بعید کی بات ہو کہ کبھی دونوں کا برابر قصور ہو کہ دونوں برابر سچے ہوں۔ بالعموم ایک فریق مظلوم ہوتا ہے اور ایک ظالم ہوتا ہے۔ پس ہر مظلوم کی لڑائی کو جہاد نہیں کہا جاتا۔ اُس مظلوم کی لڑائی کو جہاد کہا جاتا ہے جسے خدا کا نام لینے سے روکا جا رہا ہو۔ جس پر مذہبی تشدّد کیا جا رہا ہو۔ قرآن کریم فرماتا ہے: انہوں نے کوئی ظلم نہیں کیا .... سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے۔

پس اگر کوئی لڑائی محض اس وجہ سے کسی پر ٹھونسی جا رہی ہو اور فریقِ مخالف پہل کر چکا ہو اور تلوار اُس نے اٹھائی ہو نہ کہ مسلمانوں نے اور مسلمانوں کا جرم اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوا کچھ نہ ہو کہ وہ اللہ کو اپنا ربّ قرار دیتے ہوں اور غیر اللہ کو ربّ تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوں تو پھر اس لڑائی کا نام جہاد ہے۔ پس محض حق کی لڑائی کا نام جہاد نہیں بلکہ ان معنوں میں حق کی لڑائی کا نام جہاد ہے۔ پس یہ صورتِ حال تو عراق اور باقی قوموں کی لڑائی پر چسپاں نہیں ہو رہی۔ کویت نے کسی وجہ سے عراق کو ناراض کیا اور عراق نے اس ناراضگی کے نتیجے میں اور اس یقین کے نتیجے میں کہ کبھی یہ چھوٹا سا ملک ہمارے وطن کا حصّہ تھا اور انگریزوں نے اسے کاٹ کر ہم سے جُدا کیا تھا اس لئے بنیادی طور پر ہمارا حق بنتا ہے اور کچھ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اس یقین پر کہ اس چھوٹے سے ملک کویت کی ہمارے سامنے حیثیت کیا ہے جبکہ ہم اتنی مدّت تک آٹھ سال تک ایران سے لڑ چکے ہیں اور ایران کو بھی ایسے ایسے چیلنج دے چکے ہیں جن کے نتیجے میں بعض دفعہ ایران کو یہ خطرات محسوس ہو رہے تھے کہ شاید ہمارے وطن کا اس دنیا سے صفایا ہو جائے۔ بہت دُور تک گہرے ایران کے اندر عراق کی فوجیں داخل ہو چکی تھیں۔ بعد میں ان کو دھکیل کر واپس کیا گیا۔ پھر جس طرح ترکڑی کے تول ہوا کرتے ہیں بعض دفعہ ایک طرف سے ڈنڈی ماری جاتی تھی، بعض دفعہ ویسے ہی ایک فریق کا وزن بڑھ جاتا تھا تو یہ اونچ نیچ ہوتا رہا مگر ایران کے مقابل پر کویت کی کیا حیثیت تھی۔ پس ہو سکتا ہے یہ خیال بھی عراق کے لئے شبہ دلانے کا موجب بنا ہو کہ یہ کویت چھوٹا سا ملک اسے تو ہم آناً فاناً تباہ کر دیں گے اور اس وجہ سے انہوں نے قبضہ کر لیا ہو۔ بہرحال قبضے کی کیا وجوہات تھیں؟ اس کا پس منظر کیا ہے؟ درحقیقت حق کس کی طرف ہے؟ اور اگر حق تھا بھی تو حق لینے کا یہ طریق جائز ہے یا نہیں؟ یہ سارے سوالات تھے جن پر غور ہونا چاہئے تھا اور عالمِ اسلام کو مشترکہ طور پر ان پر غور کرنا چاہئے تھا۔

اس لئے نہ اس لڑائی کو جہاد کہا جا سکتا ہے جو کویت پر حملے کی صورت میں پیدا ہوئی، نہ اس لڑائی کو جہاد کہا جا سکتا ہے جو اُس کے ردِّ عمل کے طور پر بعد میں عراق کے خلاف لڑی جا رہی ہے۔ پس خواہ مخواہ جاہلانہ طور پر اسلام کی مقدس اصطلاحوں کو بے محل استعمال کر کے مسلمان اسلام کی مزید بدنامی کا موجب بنتے ہیں۔ ساری دنیا میں اسلام سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور قومیں تمسخر کرتی ہیں اور یہ اپنی بے وقوفی میں سمجھتے ہی نہیں کہ ہم کیا بات کر رہے ہیں لیکن عوام الناس کے متعلق یہ سوچنا چاہئے کہ وہ کیوں۔ آخر بار بار اپنے راہنماؤں کے اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور غیر معمولی قربانیاں اُن جنگوں میں پیش کرتے ہیں جو درحقیقت جہاد نہیں، لیکن انہیں جہاد قرار دیا جا رہا ہے۔ کوئی گہری اس کی وجہ ہے۔ اس کے اندر درحقیقت کوئی راز ہے جس کو معلوم کرنا چاہئے اور اگر ہم اس راز کو سمجھ جائیں تو یہ بھی سمجھ جائیں گے کہ مغربی قومیں جہاد کے اس غلط استعمال کی بڑی حد تک ذمہ دار ہیں اور وہ جو تمسخر کرتی ہیں اور اسلام پر ٹھٹھا کرتی ہیں اگر اس صورتِ حال کا صحیح تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ خود بہت حد تک جہاد کے اس غلط استعمال کی ذمہ دار ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عالمِ اسلام پر گذشتہ کئی صدیوں سے یہ بالعموم تأثر ہے، یہ ایک ایسا مبہم سا تأثر ہے جس کی معیّن پہچان ہر شخص نہیں کر سکتا بعض دفعہ مبہم خوف ہوا کرتے ہیں۔ یہ نہیں پتہ ہوتا کہ کہاں سے آرہا ہے۔ کیوں ہے لیکن ایک خوف انسان محسوس کرتا ہے۔ بعض دفعہ تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن اس کی وجہ نہیں سمجھ رہا ہوتا تو انسانی تعلقات میں بعض دفعہ بعض تأثرات انسان کی طبیعت میں گہرے رچ جاتے ہیں، گہرے اثر پذیر ہو جاتے ہیں اور اُن تأثرات کی وجہ ایک لمبی تاریخ پر پھیلی پڑی ہوتی ہے۔ مغرب نے مسلمانوں سے گذشتہ کئی سو سال میں جو سلوک کیا ہے اُس سلوک کی تاریخ مسلمانوں کو یہ یقین دلا چکی ہے کہ ان کی مسلمانوں سے نفرت مذہبی بناء پر ہے اور اسلام کا نام خواہ یہ لیں یا نہ لیں لیکن مسلمان قوموں کی ترقی یہ دیکھ نہیں سکتے اور مسلمان قوموں کے آگے بڑھنے کے خوف سے یہ ہمیشہ ایسے اقدام کرتے ہیں کہ جس سے ان کی طاقت پارہ پارہ ہو جائے۔ یہ گہرا تأثر ہے جو مسلمان عوام الناس کے دل میں موجود ہے خواہ انہوں نے کبھی تاریخ پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ تاریخ کے بعض تأثرات انسانی سوچ اور انسانی جذبات میں اس طرح شامل ہو جاتے جیسے کسی پانی کی رَو میں کوئی چیز ملا دی گئی ہو۔ وہ ہاتھ نہ دیکھا ہو کسی نے جس نے وہ چیز ملائی ہے لیکن پانی کے چکھنے سے اُس چیز کا اثر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ پس عامۃ المسلمین دل میں یہ یقین رکھتے ہیں اور اس لمبے تاریخی تجربے کے نتیجے میں یہ یقین اُن کے دل میں جاگزیں ہو چکا ہے کہ یہ قومیں ہر مشکل کے وقت ہماری مخالفت کریں گی اور ایسے اقدامات کریں گی جس سے عالمِ اسلام کو نقصان پہنچے۔

اسرائیل کے قیام و استحکام کا ذمہ دار امریکہ ہے

اس تأثر کو حالیہ اختلاف کے دوران بھی اور اس سے پہلے بھی سب سے زیادہ تقویت امریکہ کے سلوک نے دی ہے۔ یعنی اس تأثر کو تقویت دینے کا بڑا ذمہ دار امریکہ ہے۔ مثلاً اسرائیل کا مسلمان علاقے میں قیام۔ امریکہ کی طاقت استعمال ہوئی ہے اس لئے بڑا ذمہ دار ہے لیکن یہ شوشہ برطانیہ نے چھوڑا تھا اور برطانیہ کے دماغ کی پیداوار ہے۔ جب بھی لڑائیاں ہوتی ہیں اس وقت کچھ مخفی معاہدے کر لئے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ساتھ اور یہود سے اس زمانے میں برطانیہ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم تمہیں عربوں کے دل میں جگہ عطا کریں گے جہاں تمہارا ایک آزاد ملک قائم کیا جائے گا اور داؤد کی حکومت کے نام پر پھر تم وہاں بیٹھ کر تمام عرب پر بھی اثر انداز ہو گے۔ اور تمام دنیا پر بھی اثر انداز ہو گے۔ ان الفاظ میں یہ معاہدہ نہیں ہوا ہو گا، یقیناً نہیں ہوا مگر اس معاہدے کے وقت یہود کو یہی پیغام مل رہا تھا کیونکہ یہ ان کی خواب تھی جو پوری ہو رہی تھی۔ اقوامِ متحدہ کے نام پر اسے نافذ کیا گیا اور سب سے بڑا کردار اس میں امریکہ نے ادا کیا۔ ایک چیز جو مجھے آج تک تعجب میں ڈالتی ہے وہ یہ ہے کہ کیوں اس بنیادی سوال کو نہیں اٹھایا گیا کہ کیا اقوامِ متحدہ کو یہ حق حاصل ہے کہ دنیا میں ایک نیا ملک پیدا کرے۔ ملکوں کا قیام تو ایک تاریخی ورثہ ہے جو از خود چلا آیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کا اختیار تو ان ملکوں تک تھا جو ملک موجود تھے اور اس میں طوعی طور پر شامل ہوئے نہ کوئی دنیا کا ایسا چارٹر تھا جسے سب دنیا نے قبول کر لیا ہو کہ اقوامِ متحدہ میں کوئی شامل ہو یا نہ ہو اس کا اثر اس پر پڑے گا اور نہ یہ کسی نے قبول کیا کہ اقوامِ متحدہ کو ہم تمام دنیا کی برادری کے طور پر اجتماعی طور پر یہ حق دیتے ہیں کہ جب چاہے کسی ملک کو پیدا کر دے، جب چاہے کسی ملک کو مٹا دے۔ تو جو حق ہی اقوامِ متحدہ کو نہیں تھا اس ناحق کو استعمال کرتے ہوئے یعنی حق اگر نہیں تھا تو جو بھی تھا ناحق تھا، انہوں نے ایک ملک کو پیدا کیا اس لئے اس ملک کے پیدا ہونے کا کوئی جواز نہیں اور اس میں سب سے بڑا بھیانک اور جابرانہ کردار امریکہ نے ادا کیا ہے۔ یہ وہ یاد ہے جس کو دنیا کا مسلمان بھلا ہی نہیں سکتا۔ اگرچہ عربوں نے اسے مدتوں تک ایک عرب مسئلہ قرار دیئے رکھا اور باقی مسلمانوں کو اس میں شامل نہیں کیا لیکن باقی مسلمان از خود اس میں شامل رہے ہیں کیونکہ ان کے دل میں یہ بات ہمیشہ سے جاگزیں رہی ہے، گہری طور پر اُن کے دل پر نقش ہے کہ دراصل یہ عرب دشمنی نہیں تھی بلکہ اسلام دشمنی تھی اس کے بار بار مختلف اظہار ہوئے۔ مثلاً اسرائیل نے بعض دفعہ فلسطینیوں پر ایسے بھیانک مظالم کئے ہیں کہ اُن کے تصوّر سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ عورتوں، بچوں، مردوں، بوڑھوں کو اس طرح تہ تیغ کیا ہے کہ ایک کیمپ میں ایک بھی زندہ روح نہیں چھوڑی، دودھ پیتے بچّے کو بھی ذبح کیا گیا لیکن نہ تمام دنیا کی قوموں کے کانوں پر کوئی جوں رینگی، نہ امریکہ کی غیرت بھڑکی بلکہ جب بھی اقوامِ متحدہ میں اس کے خلاف کوئی سخت ریزولیوشن پاس کرنے کی کوشش کی گئی تو ہمیشہ امریکہ اس میں مزاحم ہوا اور یہ ایک لمبی تاریخ ہے۔

اب یہاں یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ وہ یعنی اقوامِ متحدہ اس نام کی مستحق بھی ہے کہ نہیں جس میں صرف پانچ قوموں کو دنیا کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق ہو یعنی وہ مستقل ممبر جن کو ویٹو کرنے کا حق ہے اور اگر سارے عالم کی رائے بھی متفق ہو جائے تو اس ایک ملک کو یہ حق ہو کہ اس رائے کو رد کر دے تو عملاً وہ ایک ملک اس وقت دنیا بن جائے گا اور عملاً موجودہ فیصلے کے پیچھے یہی بات کارفرما ہے۔ جب صدر بش تحدّی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ عراق کی کیا مجال ہے کہ تمام دنیا کی رائے سے ٹکر لے تو امرِ واقعہ یہ ہے کہ ہر آدمی سمجھتا ہے کہ دنیا کی رائے سے مراد امریکہ کی رائے یا صدر بش کی رائے ہے اور اس تحدّی میں ایسا تکبّر پایا جاتا ہے کہ اس سے طبیعتوں میں بھی نفرت پیدا ہوتی ہے اور جب ان کے یہود کے ساتھ اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات پر مسلمان نظر ڈالتے ہیں تو وہ سوائے اس کے کوئی اور نتیجہ نکال ہی نہیں سکتے کہ عراق نے غلطی کی یا نہیں کی۔ عراق کے خلاف جو انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے یہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسرائیل کی خاطر ہے۔ یہ وہ ان کہی باتیں ہیں۔ یہ تجزیے کے بغیر دل میں جمے ہوئے نقوش ہیں جن کے نتیجے میں مسلمان عوام یہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام کی دشمنی کے نتیجے میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ اسرائیل کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ عراق میں جہاز بھجوا کر ان کے نیوکلیئر پلانٹ پر حملہ کرے اور اسے برباد کر دے۔ یہ کس نے فیصلہ دیا تھا کہ وہ نیوکلیئر پلانٹ یعنی وہ کارخانہ ایٹم بم کی خاطر بنایا جا رہا تھا اور عام پرامن مقاصد کے لئے نہیں تھا۔ کس اقوام متحدہ نے یہ اختیار اسرائیل کو دیا تھا کہ یہ فیصلہ بھی کرے اور پھر اس کو مٹانے کا اقدام بھی خود کرے۔ اس وقت تو دنیا میں کسی نے یہ اعلان نہیں کیا کہ عراق کو یہ حق حاصل ہے کہ جب چاہے اسرائیل کے خلاف انتقامی کارروائی کرے۔ یہ فیصلہ کرنا عراق کا کام ہے کہ آج کرے یا کل کرے یا پرسوں کرے مگر اس انتہائی کھلی کھلی جابرانہ بربریت کے بعد اقوام متحدہ عراق کے اس حق کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر کسی نے یہ آواز سنی ہو تو کم سے کم میرے کانوں نے نہیں سنی۔ اگر کسی نے ایسی خبر پڑھی ہو تو کم سے کم میری آنکھوں نے نہیں پڑھی اور کسی مسلمان نے نہیں پڑھی۔

کھلی کھلی ناانصافیاں فراموش کی جا رہی ہیں

پس عالم اسلام کا یہ تصور کہ موجودہ دشمنی بھی اسلام کی گہری نفرتوں پر مبنی ہے، حقائق پر مبنی تصور ہے۔ یہ کھلی کھلی دشمنیاں اور کھلی کھلی ناانصافیاں دنیا کو معلوم ہیں ان کی نظر میں آتی ہیں اور بھول جاتے ہیں لیکن تاثر قائم رہ جاتا ہے اور وہ تاثر سچا ہوتا ہے پھر عجیب بات ہے کہ جب عراق اسرائیل پر حملہ کرتا ہے اور راکٹس برساتا ہے اور ان کی شہری آبادیوں میں سے کچھ حصہ منہدم ہوتا ہے تو ساری دنیا اس پر شور مچا دیتی ہے۔ فلسطین یاد نہیں رہتا۔ اسرائیل کا وہ فضائی حملہ یاد نہیں رہتا جو ایٹمی پلانٹ پر کیا گیا تھا اور اس کے بعد آئندہ مظالم کی نہایت خوفناک داغ بیل ڈالی جاتی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کے نتیجے میں مسلمانوں کے جذبات زیادہ سے زیادہ مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں اور مسلے چلے جا رہے ہیں اور جب وہ ان جذبات کا اظہار کریں تو قومیں ان کو مخاطب کر کے کہتی ہیں کہ آج فیصلہ کرو کہ تم اسلام کے وفادار رہو گے یا ہمارے وطن کے وفادار رہو گے یہ کونسا انصاف ہے۔ حقائق کے اظہار پر وطنیت کا سوال اٹھانا ہی ظلم ہے۔ اگر یہ باتیں جو سچی اور حقیقتیں ہیں ان کا مسلمان اظہار کرتا ہے تو اس کو حق حاصل ہے لیکن جو بھیانک بات ظاہر ہو چکی ہے اس سے زیادہ بھیانک باتیں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں۔

اسرائیل کے ساتھ کچھ مخفی گفت و شنید امریکہ نے کی اور اپنے ایک بہت ہی اہم افسر کو، اپنے مرکزی حکومت کے نمائندہ کو ان کے پاس بھجوایا۔ اور باتوں کے علاوہ جو مخفی تھیں اور کچھ عرصے تک مخفی رہیں گی جبتک وہ عملی طور پر دنیا کے سامنے ظاہر نہ ہوں، ایک یہ بھی تھی کہ اسرائیل کو ۱۳ بلین سے زیادہ ڈالر دیئے گئے اس لئے نہیں کہ تم جوابی انتقامی کارروائی نہ کرو بلکہ اس لئے کہ سردست نہ کرو اور بعد میں کر لینا۔ جب ہم مار کر فارغ ہو جائیں تو جو کچھ بچے گا اس پر تم اپنا بدلہ اتار لینا بعض دفعہ پرانے زمانوں میں رواج تھا کہ اگر کوئی ظالم مر جاتا تھا یا کوئی شخص کسی مرے ہوئے کو ظالم سمجھتا تھا اور انتقام لینا چاہتا تھا تو اس کی لاش اکھیڑ کر اسے پھانسی لگا دیا جاتا تھا تو عملاً جو معاہدہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ لاش بنانے تک ہمیں موقعہ دو۔ ہم تمہاری یہ خدمت کر رہے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے جب مار بیٹھیں گے تو پھر تمہارے سپرد کر دیں گے پھر اس لاش کو تم جہاں مرضی لٹکائے پھرنا اب سوال یہ ہے کہ یہ سب انصاف کی باتیں ہیں؟ کیا یہ انسانیت کی باتیں ہیں؟

عراق کی شہری آبادی پر خوفناک مظالم

لیکن ایک اور بات جو دنیا کی نظر میں نہیں آ رہی وہ یہ ہے کہ عراق کی سویلین پاپولیشن یعنی پرامن عام آبادی پر جو خطرناک بم گرائے گئے ہیں یہ اس واقعہ کے بعد گرائے گئے ہیں اور زیادہ تر مغربی عراق کی آبادی اس سے متاثر ہوئی ہے۔ اور اگر یہ ظلم تھا تو عملاً اس سے ہزاروں گنا بڑا ظلم عراق پر کیا جا چکا ہے۔ اگر ایک اسرائیلی گھر گرا تھا تو سینکڑوں عراقیوں کے گھر گرائے جا چکے ہیں۔ اگر ایک اسرائیلی زخمی ہوا تھا تو ہزاروں عراقی مارے جا چکے ہیں۔ وہاں سے آنے والے بتاتے ہیں کہ بعض علاقوں سے لاشوں کی بدبو کی وجہ سے گزرا نہیں جاتا۔ جلے ہوئے گوشت کی بدبو بھی اٹھتی ہے اور متعفن گوشت کی بدبو بھی اٹھ رہی ہے اور علاقوں کے علاقے آبادی سے خالی ہو گئے ہیں۔ یہ وہ امریکہ کا انتقام ہے جو یہود کی خاطر اس نے لیا ہے اور یقیناً یہ اس معاہدے میں شامل تھا جس کی باتیں ابھی منظر عام پر نہیں آئیں عملاً وہ منظر عام پر آ گیا ہے اور ابھی یہ انسانیت کے علمبردار ہیں MORAL HIGH GROUNDS (اعلیٰ اخلاقی اقدار) سے باتیں کرتے ہیں اور باقی دنیا کو کہتے ہیں تم ذلیل، تمہیں اتنا نہیں پتہ کہ انسانیت ہوتی کیا ہے۔ تم نے نہتے معصوم اسرائیلیوں پر بمباری کی وہ غلط ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ نہتے پرامن شہریوں کو کسی رنگ میں بھی تکلیف پہنچائی جائے۔ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جب بھی بعض علاقوں میں جہاد یعنی تلوار کا جہاد ہوا کرتا تھا تو آپ افواج کو بھیجنے سے پہلے ان کو تفصیل سے اور تاکید سے جو ہدایت فرمایا کرتے تھے اس میں ایک یہ بھی ہدایت تھی کہ شہریوں کو، بوڑھوں کو، عورتوں کو اور بچوں کو ہرگز نہ تیغ نہیں کرنا۔ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔ پس فی الحقیقت یہ صحیح اسلامی تعلیم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصیحتوں اور آپ کی سنت سے ملتی ہے اور یہ وہ تعلیم ہے۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ عراق نے درست کیا مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر عراق نے غلط بھی کیا تو دنیا کے ان قواعد و دستور کے مطابق جن کے تم علمبردار بنے ہوئے ہو عراق کی اس کارروائی کو ایک جوابی کارروائی تصور کرنا چاہیئے تھا۔ اسرائیل میں بسنے والے وہ مسلمان جن پر آئے دن گولیاں چلائی جاتی ہیں اور نہتوں کو تہ تیغ کیا جاتا ہے اور گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اگر ان کا انتقام لیا جائے تو تم یہ نہیں کہتے کہ یہ انتقام ہے اور جائز ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ یہ سراسر غیر منصفانہ، بہیمانہ ظلم ہے اور زیادتی ہے جس کا بدلہ لینے کا اسرائیل کو حق ہے اور پھر مخفی معاہدے ان سے یہ کرتے ہو کہ ہم تمہیں روپیہ بھی دیں گے اور تمہاری خاطر ایسے خوفناک مظالم ان پر کریں گے کہ تمہارے دل ٹھنڈے ہوں گے اور جو کچھ بھی ان معصوم لوگوں کا بچ رہے گا وہ تمہارے سپرد کر دیں گے کہ جاؤ اور جو کچھ ان کا رہ گیا ہے اس کو ملیا میٹ کر دو یا ان کے مردوں کی لاشیں اکھاڑ کر ان سے اپنا انتقام لو اور اپنے سینے ٹھنڈے کر دو۔ اور پھر یہ باتیں ان کے پیش کردہ اخلاق کے اس قدر شدید منافی ہیں، جن اخلاق کا یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں خود ان کے مخالف ہیں، جو پروپیگنڈا دنیا میں کر رہے ہیں خود اس پروپیگنڈے کو جھٹلانے والی باتیں ہیں۔ پروپیگنڈا یہ کر رہے ہیں کہ صدر صدام ایک نہایت ہی خوفناک جابر ہے ہم اس کو سزا اس لئے دے رہے ہیں کہ اس نے خود اپنے ملک کے باشندوں کو زبردستی غلام بنایا ہوا ہے۔ ہم اس کو سزا اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ اپنے ملک کے باشندوں پر ظلم اور تشدد کر رہا ہے اور ان کی رہائی کی خاطر ہم صدر صدام کے خلاف ہیں نہ کہ اہل عراق کے خلاف اور سزا کن معصوموں کو دے رہے ہیں جن پر ان کے بیان کے مطابق مسلسل سالہا سال سے صدر صدام تشدد کرتا چلا جا رہا ہے اور مظالم توڑتا چلا جا رہا ہے۔ ان معصوم عورتوں اور بچوں کا کیا قصور ہے جو تمہارے بیان کے مطابق پہلے ہی مظلوم ہیں جن کی آزادی کے نام پر تم نے یہ جنگ شروع کی ہوئی ہے کہ ان کو اس جرم کی سزا دو جس جرم کا ارتکاب تمہارے نزدیک صدر صدام نے اسرائیل کے خلاف کیا اور ایسی سزا دو کہ یہود کی تاریخ میں بھی ایسے خوفناک انتقام کی مثالیں نہ ملیں۔ تمہیں یہ کیا حق ہے کہ عیسائیت کی معصوم تعلیم کو داغدار کرو اور عیسائیت کی تعلیم کو اور عیسائیت کی تاریخ کو بھی اسی طرح انتقام کے ظلم سے خون آلود کر دو جس طرح یہود کی تاریخ ہمیشہ خون آلود رہی ہے

پس یہ ساری غیر منصفانہ باتیں ہیں۔ عدل کے خلاف باتیں ہیں۔ تقویٰ کے خلاف باتیں ہیں جن کے خلاف مسلمان کے دل میں ایک ردّعمل ہے اس کے باوجود وہ جن ملکوں میں رہتا ہے اس کا پرامن شہری ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ اس بات پر آمادہ ہے کہ ملک کا قانون توڑے بغیر صرف ظلم کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرے اس کو غدار قرار دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف مہم چلائی جاتی ہے۔ یہ کونسا انصاف ہے مجھ سے ایک احمدی نے فون پر سوال کیا کہ میرا بی بی سی کے ساتھ یا کسی اور ٹیلی ویژن کے ساتھ انٹرویو ہونے والا ہے وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا کیا ردّعمل ہے؟ کیا تبصرہ ہے ان حالات پر؟ بتائیں میں کیا جواب دوں۔ میں نے کہا: تم یہ جواب دو کہ جو (ٹونی بین) TONY BEN کا تبصرہ ہے میرا بعینہٖ وہی تبصرہ ہے جب میرے دل کی صحیح آواز وہ منصف مزاج انگریز بلند کر رہا ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے اس آواز کو خود بلند کرنے کی۔ کیونکہ جب میں کروں گا تو تم مجھے غدار قرار دو گے۔ جب (ٹونی بین) کرے گا تو تم اسے غدار قرار دینے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ پس جو باتیں ہو رہی ہیں انصاف کے خلاف ہو رہی ہیں، تقویٰ کے خلاف ہو رہی ہیں۔ کوئی قانون نہیں ہے۔ کوئی اصول نہیں ہے کوئی (اعلیٰ اخلاقی اقدار) HIGH MORAL GROUND نہیں ہے بلکہ اخلاقی انحطاط میں تحت الثریٰ تک پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔

پس یہ وہ صورتحال ہے جو درست اور تقویٰ پر مبنی صورت حال ہے مگر اس کے باوجود کسی مسلمان عالم کو اور کسی مسلمان بادشاہ کو یہ حق نہیں ہے کہ ان لڑائیوں کو اسلامی جہاد قرار دے لیکن مسلمان عوام کو جب جہاد کے نام پر بلایا جائے گا تو اس لئے لبیک کہیں گے کہ وہ دل سے جانتے ہیں اور بار بار ان کا کردار یہ ثابت کرتا چلا جا رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ ان لڑائیوں کے پس منظر میں اسلام کی دشمنی ضرور موجود ہے۔ پس وہ معصوم جہاں مارے جائیں گے میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کی رحمت ان سے رحم کا سلوک فرمائے گی اور اگر اسلام کی کامل تعریف کی رُو سے وہ شہید قرار نہیں بھی دیئے جا سکتے تو چونکہ اسلام کی دشمنی میں ان سے ظلم ہوئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک کرے گا لیکن پھر بھی میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ نہ مسلمان علماء کا حق ہے اور نہ مسلمان بادشاہوں کا حق ہے کہ وہ اپنی سیاسی لڑائیوں کو خواہ وہ مظلوم کی لڑائیاں ہوں اسلامی جہاد قرار دیں۔

دراصل آج کل اسلام کی دشمنی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ظاہر و باہر ہوتی چلی جا رہی ہے اور منہ سے کوئی کچھ کہے درحقیقت دل کی آواز مختلف بہانوں کے ساتھ اٹھ ہی جاتی ہے اور زبان پر بھی آ ہی جاتی ہے۔ اور جہاں تک عمل کا تعلق ہے وہ میں نے بیان کیا ہے کہ ایسی مکروہ عملی تصویریں بنائی جا رہی ہیں کہ جو خون کا رنگ رکھتی ہیں اور نفرت کے برش سے بنائی جا رہی ہیں اور اسلام کی نفرت کا برش ان کے خدوخال بناتا چلا جا رہا ہے اور کھل کر دنیا کے سامنے وہ تصویریں ابھرتی چلی جا رہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں اور جو کچھ بھی ہو امن بہرحال قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بنیادی اصول کبھی کوئی دنیا میں تبدیل نہیں کر سکا کہ نفرتیں نفرتوں کے بچے پیدا کرتی ہیں اس لئے یہ ابھی سے بیٹھے ہوئے منصوبے بنا رہے ہیں کہ کس طرح اس جنگ کے اختتام پر اس خطہ ارض میں جسے مشرق وسطی کا نام دیا جاتا ہے امن کا قیام کریں گے یہ محض خواب و خیال کی جاہلانہ باتیں ہیں۔ جہاں نفرتوں کے بیج اتنے گہرے بو دیئے گئے ہوں وہاں سے نفرتیں ہی ابھریں گی۔ جہاں جنگ کے بیج بو دیئے گئے ہوں وہاں جنگیں ہی اگیں گی۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ان نفرتوں کے نتیجے میں محبتیں پیدا ہونی شروع ہو جائیں اور جنگ کے نتیجے میں امن کی فصلیں کاٹنے لگو۔ پس آج نہیں تو کل یہ دیکھیں گے کہ جو اقدامات یہ آج کر رہے ہیں یہ ہمیشہ کے لئے دنیا کے امن کو تباہ کر رہے ہیں اور جو مجرم ہے خدا اس کو سزا دے گا کیونکہ انسان تو بے اختیار ہے۔

میں توحید کا دامن کبھی نہیں چھوڑوں گا

جماعت احمدیہ کسی قومی تعصب میں مبتلا ہو کر کسی خیال کا اظہار نہیں کرتی، نہ تعصب میں مبتلا ہو سکتی ہے کیونکہ ہمارے دل توحید نے سیدھے کر دیئے ہیں کوئی کجی ان میں نہیں چھوڑی۔ ہماری وفا توحید کے ساتھ ہے۔ اور توحید جس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور گڑھ جائے اس کے دل میں عصبیتیں جگہ پا ہی نہیں سکتیں۔ یہ دو چیزیں ایک سینے میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ توحید تو کل عالم کو اکٹھا کرنے والی طاقت ہے۔ توحید جس کے سینے میں سما جائے اس میں کوئی عصبیت جگہ نہیں پا سکتی۔ یہ ایک بنیادی غیر متبدل قانون ہے۔ اسی لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہمارے تبصروں میں خواہ کیسی ہی تلخی ہو وہ حق پر مبنی تبصرے ہوں گے اور آج نہیں تو کل دنیا ہماری تائید کرے گی کہ ہاں تم نے حق کی صدا بلند کی تھی اور اس میں کوئی تعصب کا شائبہ تک باقی نہیں تھا لیکن اس کے علاوہ بھی بعض باتیں ہیں جن کی وجہ سے طبیعتوں پر سخت انقباض بھی ہے اور بے قراری پائی جاتی ہے، وہ ان کا متکبرانہ رویہ ہے۔ خاص طور پر امریکہ کے صدر جب بات کرتے ہیں عراق کے متعلق یا دوسری ان قوموں کے متعلق جو ان سے تعاون نہ کر رہی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے دنیا میں ایک خدا اتر آیا ہے اور خدا بات کر رہا ہے اور جو موحد ہو وہ تکبر کے سامنے سر جھکا ہی نہیں سکتا۔ شرک کی مختلف قسمیں ہیں لیکن سب سے زیادہ مکروہ اور قابل نفرت شکل تکبر ہے۔ پس تکبر کے خلاف آواز بلند کرنا موحد کا اولین فریضہ ہے اور جماعت احمدیہ دنیا کے موحدین میں صف اول کی موحد جماعت ہے بلکہ توحید کی علمبردار جماعت ہے۔ توحید کا جھنڈا آج جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں تھمایا گیا ہے۔ اس لئے ہم ہر شرک کے خلاف آواز بلند کریں گے۔ ہر تکبر کے خلاف آواز بلند کریں گے اور دنیا کا کوئی خوف ہماری اس آواز کا گلا نہیں گھونٹ سکتا کیونکہ وہ مصنوعی خدا جو دنیا کی تقدیر پر قابض ہونے کی کوشش کرتے ہیں اُن کے سامنے سر جھکانا اور موحد ہونا بیک وقت ممکن ہی نہیں۔ جب میں ایسے تبصرے کرتا ہوں تو بعض احمدی مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں آپ کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں اُن کو یاد دلاتا ہوں کہ میں اسلئے ایسی باتیں کرتا ہوں کہ میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے۔ جب آپ نے توحید کے حق میں آواز بلند کی تو مکہ کیا تمام دنیا آپ کی مخالف تھی۔ آپ کی منتیں کی گئیں۔ آپ کو سمجھایا گیا کہ کیوں اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ آپ کو علم نہیں کہ کتنی کتنی خوفناک طاقتیں آپ کے خلاف اکٹھی ہو گئی ہیں لیکن آپ نے ان کو یہی جواب دیا اور ہمیشہ یہ جواب دیا کہ توحید کی راہ میں میں ہر قربانی کے لئے تیار ہوں۔ یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ یہی میرے پیغام کی جان ہے۔ یہی میرے مذہب کی روح ہے۔ اسلئے ہر دوسری چیز سے تم مجھے الگ کر سکتے ہو۔ مگر توحید اور توحید کا پیغام پہنچانے سے الگ نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو۔ خدا کی قسم! اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دو اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دو تب بھی میں ان کو رد کر دوں گا اور توحید کا دامن کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ پس مجھے کس بات سے ڈراتے ہیں۔ امریکہ کی طاقت ہو یا یہود کی طاقت ہو یا انگریز کی طاقت ہو یا تمام دنیا کی اجتماعی طاقتیں ہوں اگر توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے میں پارہ پارہ بھی ہو جاؤں تو خدا کی قسم میرے جسم کا ذرہ ذرہ یہ اعلان کرے گا کہ .... میں خدائے کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کامیاب ہو گیا اور یہی وہ آواز ہے جو آج تمام دنیا کے احمدیوں کے دلوں سے اور ان کے جسموں کے ذرے ذرے سے اٹھنی چاہیئے۔

تکبر ہلاک کیا جائیگا

کیا پروگرام ہیں؟ اور کن طاقتوں پر بھروسا کئے ہوئے ہیں DESERT STORM. کی باتیں کرتے ہیں یعنی صحراؤں کا ایک طوفان ہے جو دشمن کو ہلاک اور ملیامیٹ کر دے گا۔ یہ نہیں جانتے کہ طوفانوں کی باگیں بھی خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کیا فیصلہ کرے گی۔ مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ خدا کی تقدیر جو بھی فیصلہ کرے گی وہ بالآخر متکبروں کو ہلاک کرنے کا موجب بنے گا۔ آج نہیں تو کل یہ تکبر ملیامیٹ کئے جائیں گے کیونکہ وہ بادشاہت جو آسمان پر ہے اُسی خدا کی بادشاہت زمین پر ضرور قائم ہو کر رہے گی۔ پس آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں آپ دیکھیں گے کہ یہ تکبر دنیا سے ہلاک کیا جائے گا۔ اور طوفان ان پر الٹائے جائیں گے اور ایسے ایسے خوفناک STORMS (طوفان) خدا کی تقدیر ان پر چلائے گی کہ جنکے مقابل پر ان کی تمام اجتماعی طاقتیں بھی ناکام اور پارہ پارہ ہو جائیں گی۔

یہ نظامِ کہنہ مٹایا جائے گا۔ آپ یاد رکھیں اور اس بات پر قائم رہیں اور کبھی محو نہ ہونے دیں۔ یہ اقوامِ قدیم جن کو آج اقوام متحدہ کہا جاتا ہے ان کے اطوار زندہ رہنے کے نہیں ہیں۔ یہ قومیں یادگار بن جائیں گی۔ اور عبرتناک یادگار بن جائیں گی اور ان کے کھنڈرات سے آپ ہیں۔ اے توحید کے پرستارو! وہ آپ ہیں جو نئی عمارتیں تعمیر کریں گے۔ نئی اقوامِ متحدہ کی عظیم الشان فلک بوس عمارتیں تعمیر کرنے والے تم ہو.......... جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ تم دیکھو گے۔ آج نہیں تو کل دیکھو گے۔ اگر تم نہیں دیکھو گے تو تمہاری نسلیں دیکھیں گی۔ اگر کل تمہاری نسلیں نہیں دیکھیں گی تو پرسوں ان کی نسلیں دیکھیں گی مگر یہ خدا کے منہ کی باتیں ہیں اور اس کی تقدیر کی تحریریں ہیں جنہیں دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ آپ وہ مزدور ہیں جنہوں نے وہ نئی عمارتیں تعمیر کرنی ہیں۔ نئی اقوام متحدہ کی بنیادیں تو ڈالی جا چکی ہیں۔ آسمان پر بڑھ چکی ہیں اُن کی عمارتوں کو آپ نے بلند کرنا ہے۔ پس اُن دو مقدس مزدوروں کو کبھی دل سے محو نہ کرنا جن کا نام ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ تھا اور ہمیشہ یاد رکھنا اور اپنی نسلوں کو نصیحتیں کرتے چلے جانا کہ اے خدا کی راہ کے مزدورو! اسی تقویٰ اور سچائی اور خلوص کے ساتھ، اسی توحید کے ساتھ وابستہ ہو کر اسے اپنے رگ و پے میں سرایت کرتے ہوئے تم اس عظیم الشان تعمیر کے کام کو جاری رکھو گے ایک صدی بھی جاری رکھو گے، اگلی صدی بھی جاری رکھو گے۔ یہاں تک کہ یہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔ اس عمارت کی تکمیل کا سہرا جسکی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی تھی۔ جن کے ساتھ اُن کے بیٹے اسماعیلؑ نے مزدوری کی تھی خدا کی تقدیر میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سر پر باندھا جا چکا ہے۔ کوئی نہیں ہے جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ ہم تو مزدور ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں کے غلام۔ آپؐ کے خاکِ پا کے غلام ہیں۔ پس آپ وفا کے ساتھ کام لیں اور نسلاً بعد نسلٍ اپنی اولاد کو یہ نصیحت کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے جائیں کہ تم خدا اور رسول کے مزدوروں کی طرح کام کرتے رہ گئے، کرتے رہ گئے، اپنے خون بھی بہاؤ گے اور پسینے بھی بہاؤ گے اور کبھی بھی نہ تھکو گے نہ ماندہ ہو گے یہاں تک کہ خدا کی تقدیر اپنے اس وعدے کو پورا کر دے کہ .... محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دین اسلئے دنیا میں بھیجا گیا تھا کہ تمام ادیان پر غالب آجائے اور ایک ہی جھنڈا ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جھنڈا ہو۔ اور ایک ہی دین ہو جو خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دین ہو اور ایک ہی خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو۔ خدا کرے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں اگر نہ دیکھ سکیں تو ہماری اولادیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ہمیں یاد رکھیں اور اگر وہ بھی نہ دیکھ سکیں تو اُن کی اولادیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان دنیا کی آنکھوں سے آپ دیکھ یا نہ دیکھ سکیں میری روح کی آنکھیں آج اُن واقعات کو دیکھ رہی ہیں۔ ان عظیم الشان تغیرات کو اسطرح دیکھ رہی ہیں جیسے میرے سامنے واقع ہو رہے ہیں اور ہمارے مرنے کے بعد ہماری روحوں کو آشنا کیا جائیگا اور خبریں دی جائیں گی کہ اے خدا کے غلام بندو! خدا سے عشق اور محبت کرنے والے بندو! تمہاری روحیں ابدی سرور پائیں اور ابدی سکینت حاصل کریں کہ جن راہوں میں تم نے قربانیاں دی تھیں وہ راہیں شاہراہیں بن چکی ہیں اور جن تعمیرات میں تم نے اینٹ اور روڑے اور پتھر رکھے تھے وہ خدا کی توحید کی ایک عظیم الشان عمارت بن کر اپنی پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ ہوگا اور ایسا ہی ہوگا۔ اللہ کرے کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اس رنگ میں خدمت کی توفیق عطا ہو۔

گذشتہ جمعہ پر میں نے اعلان کیا تھا کہ جاپان اور جرمنی اور ماریشس کی جماعتیں براہ راست اس خطبے کو سن رہی ہیں۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ نیویارک، امریکہ اور بریڈفورڈ (یوکے) اور ڈنمارک کی جماعتیں بھی مواصلاتی ذریعے سے اس خطبے کو براہ راست سن رہی ہیں۔ آج بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ ماریشس، سویڈن، مانچسٹر اور بریڈفورڈ اور جرمنی اور جاپان کی جماعتیں۔ جرمنی میں ہمبرگ اور فرینکفرٹ شامل ہیں، ان کی جماعتیں براہ راست اس خطبے کو سن رہی ہیں۔ پچھلی دفعہ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ جب یہ سن رہی ہیں تو ان کو براہ راست (سلام) کہہ دوں۔ بس اپنی طرف سے بھی اور تمام یوکے کے احمدیوں کی طرف سے میں آپ تمام احمدی بھائیوں کو (سلام) کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ ہماری طاقتوں کی جان دعائیں ہیں اور جو بھی روحانی انقلاب دنیا میں برپا ہوگا وہ دعاؤں ہی کے ذریعے ہوگا۔"

سچائی اختیار کرو

حضرت فضل عمرؓ (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:

"سچائی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ دوسری بہت سی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ جب انسان سچائی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جن اخلاق کو وہ خدا تعالیٰ سے نہ ڈر کر خراب کر رہا تھا۔ انہیں بندوں کے ڈر کی وجہ سے اچھا بنانے لگ جاتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں سچائی کی قیمت سب سے کم ہے۔ جب بھی کوئی شخص بات کرتا ہے تو وہ اصل بات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ سچائی کو اختیار کریں اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آج دنیا میں ہزاروں راست باز گزر رہے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نہیں ہو سکتی۔ تم فیصلہ کرلو کہ ہم نے سچ بولنا ہے۔ چاہے اس کے بدلہ میں ہم ذلیل ہوں۔ شرمندہ ہوں یا ہمیں کوئی اور نقصان اٹھانا پڑے۔"

شذرات

نون۔ سین

گورباچوف منصوبہ

> اس شذرہ کو احاطۂ تحریر میں لانے کے بعد بہت کچھ ہو چکا ہے اس لئے اس کی اہمیت اب صرف تاریخ کے ایک واقعہ کی ہے۔

لندن میں صدر گورباچوف کی امن تجاویز کے متعلق خاصی سفارتی کارروائی جاری ہے۔ برطانیہ اور امریکہ سر جوڑ کر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور ان تجاویز پر غور دفکر کیا جا رہا ہے جن کو اس وقت تک منظرِ عام پر لانے کی اجازت نہیں جب تک عراق کی انقلابی کونسل ان کے متعلق اپنا کوئی فیصلہ صادر نہ کر دے۔ یورپ کے وزرائے خارجہ نے بھی لکسمبرگ میں ایک اجلاس میں ان تجاویز پر غور کیا ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب تک عراق کویت کسی شرط کے بغیر خالی نہیں کر دے گا۔ اور جب تک وہ بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں پر عمل کرنے کا یقین نہیں دلائے گا۔ اتحادیوں کی یہ کوشش جاری رہے گی کہ اسے کویت سے نکال باہر کیا جائے۔ جب کسی ممبر نے یہ پوچھا کہ کیا جنگی کارروائی میں کوئی وقفہ بھی آ سکتا ہے جبکہ روسی تجاویز کے متعلق گفت وشنید کی جا رہی ہو تو وزیرِ اعظم برطانیہ نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہئیے کہ عراق کو اقوامِ متحدہ کی قرار دادیں منظور کر لینی چاہئیں اور ابھی تک عراق کی طرف سے کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی۔

لکسمبرگ میں برطانیہ کے وزیرِ خارجہ ڈگلس ہرڈ نے بھی انہی خطوط پر بات کی گویا کہ جنگ کے جاری رہنے کے متعلق بیانات دیئے اور ساری ذمہ داری عراق پر ڈالی جسے کہا جا رہا ہے کہ باقی سب امور سے پہلے کویت خالی کیا جائے۔ برطانوی پارلیمنٹ میں وزیرِ دفاع مسٹر ٹام کنگ نے اس بات کی توثیق کی کہ اتحادی فوجیں زمینی جنگ شروع کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عراق کو اب اس بات کا احساس ہونا چاہئیے کہ اگر وہ شکست سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں کو فوری طور پر منظور کر لے۔ دو کنزرویٹو اراکین پارلیمنٹ نے برطانوی ذرائع ابلاغ پر تنقید کی کہ وہ عراق کی کھیل کھیل رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بغداد اور اس کے ارد گرد تباہی کے مناظر پیش کرتے ہیں۔ بغداد اور اس کے ارد گرد بمباری پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ کی جا رہی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ انہوں نے سوویت یونین کی جو تجاویز دیکھی ہیں ان کے پیشِ نظر وہ جلد از جلد زیادہ سے زیادہ تباہی پھیلانا چاہتے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ سوویت یونین اس لئے آگے آ رہا ہے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ میں اضافہ کر سکے۔ جو اثر و رسوخ وہ گذشتہ ایام میں عالمی برادری میں کھو چکا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ کیا سوویت یونین ڈپلومیسی کے ذریعے ایک اور تاشقند پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ اس نے ۱۹۶۶ء میں کیا تھا۔

آج تک سوویت یونین کی تجاویز منظرِ عام پر نہیں لائی جا سکتیں۔ اگرچہ یہ تجاویز متعلقہ پارٹیوں کو پہنچا دی گئی ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ انتظار اس بات کا ہے کہ عراق اپنے ارادے کا اظہار کرے تو پھر ان تجاویز کو منظرِ عام پر لا کر عوام الناس کے سامنے صورتحال پیش کی جائے۔ ان تجاویز کے متعلق جو کچھ بھی معلوم ہو سکا ہے۔ اس کا زیادہ حصہ تنظیم آزادی فلسطین ہی نے لوگوں کو بتایا ہے ان کے نمائندے نے لندن میں صحافیوں کو بتایا کہ اگر صدر صدام کویت سے نکل جائے تو انہیں اس بات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا کہ ان کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور اسی طرح امریکن بھی اس کے بعد اس پر کوئی حملہ نہیں کریں گے تنظیم آزادی فلسطین کے نمائندے نے کہا کہ سوویت یونین کی تجاویز بالکل ویسی ہی ہیں جیسی انہوں نے آغازِ جنگ میں پیش کی تھیں۔ اگرچہ الفاظ میں تو فرق ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک ان تجاویز کی روح کا تعلق ہے یہ ان تجاویز

باقی صـــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: ص ۶ سے آگے

سے کسی طرح مختلف نہیں جو تنظیم آزادی فلسطین نے پیش کی تھیں۔ وزیر اعظم برطانیہ آئندہ چند روز میں ماسکو کا دورہ کرنے والے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے ماسکو جانے سے پہلے خلیج کی جنگ کے کچھ بہتر حالات سامنے آنے شروع ہو جائیں گے۔ امریکیوں اور ان کے اتحادیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ امن تجاویز کا سارا سہرا مسٹر گورباچوف ہی کے نہ سر بندھے۔ مسٹر میجر وزیر اعظم برطانیہ بھی اس سلسلے میں اپنی طرف سے کچھ حصہ ڈالنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

نیوکلیئر پروگرام (دے) پالیسی

مسٹر منیر احمد خان جو پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین ہیں نے کہا ہے کہ بیرونی ممالک سے مدد ملے یا نہ ملے پاکستان اپنا پر امن نیوکلیئر پروگرام جاری رکھے گا۔ آپ نے یہ بات پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل افیئرز کے ایک اجلاس میں کہی۔ آپ کے لیکچر کا موضوع تھا۔ "پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام اور پالیسی" البتہ انہوں نے یہ کہا کہ پاکستان کے پاس نیوکلیئر اسلحہ نہ موجود ہے اور نہ اس اسلحے کی تیاری ہمارا پروگرام ہے اس تقریب کی صدارت پنجاب کے گورنر نے کی اور اس میں شرکت کرنے والے سائنسدان اور سکالرز تھے۔

مسٹر خان نے ۱۹۷۲ء سے بات شروع کرتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ وقت ہے جب مکمل طور پر ایک پروگرام ترتیب دیا گیا تھا جس کے مطابق پاکستان کو نیوکلیئر انرجی برائے امن حاصل کرنا تھی اس پروگرام کی عوام الناس نے جی بھر کر حمایت کی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس پروگرام پر پوری طرح عمل درآمد نہیں ہوا۔ ۱۹۷۶ء میں امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ ہنری کسنجر نے اس بات کا انتباہ کیا کہ اگر نیوکلیئر پروگرام کو ختم نہ کیا گیا تو وہ پاکستان کو ایک کبھی نہ بھلانے والا سبق سکھلائے گا۔ چونکہ امریکہ کا اس سلسلے میں بہت زیادہ دباؤ تھا فرانسیسی حکومت نے نیوکلیئر پروسیسنگ پلانٹ پاکستان کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ فرانس کے ساتھ ایک عالمی معاہدہ ہو چکا تھا۔ ان سب باتوں کے باوجود پی۔ اے۔ ای۔ سی نے اپنی کوشش جاری رکھیں اور سب سے پہلا زرد کیک تیار کر لیا۔ یہ مقامی یورینیم راکس سے تیار کیا گیا تھا۔ اور پی۔ اے۔ ای۔ سی اس قابل بھی ہو گئی کہ پہلا ایندھن جاری کر سکے جسے نیوکلیئر ری ایکٹر کے لئے ۱۹۷۸ء میں استعمال کیا گیا۔

ڈینگ زیاؤپنگ

چین کے سینئر رہنما ڈینگ زیاؤپنگ اس وقت اپنی عمر کے ۸۶ ویں سال میں ہیں اور ان کی صحت بہت اچھی ہے چنانچہ عام طور پر لوگ اس بات سے حیران ہو جاتے ہیں کہ ساری عمر اتنی تگ و دو کرنے کے باوجود ۸۶ سال کی عمر میں بھی وہ اتنی اچھی صحت کے مالک ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کی صحت اور لمبی عمر کا کیا راز ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ کھیلوں سے شغف رکھتے ہیں۔ تیراکی بھی کرتے ہیں۔ سیر کرتے ہیں اور فٹ بال اور باسکٹ بال دیکھنے کا انہیں شوق ہے وہ پول بھی کھیلتے ہیں اور پول میں اکثر سب کھلاڑیوں سے زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ ڈینگ زیاؤپنگ سرکاری طور پر تو اس وقت ریٹائرمنٹ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن کبھی کبھار وہ عوام الناس کے سامنے بھی آ جاتے ہیں۔ گذشتہ ہفتے انہوں نے شنگھائی میں ایک پارٹی میں شرکت کی۔ اور اس طرح لوگوں کو انہیں دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ان کی جو تصویریں منظر عام پر آئیں ان سے وہ خاصے صحت مند معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ ان تصاویر کو دیکھ کر مضامین کا ایک سلسلہ جاری ہو گیا۔ جس میں ان کی صحت اور ان کی کامیابیوں کا تذکرہ تھا۔ اور یہ ساری باتیں اس لئے کی گئیں کہ چین کے ۱ء۱ ارب لوگوں کو ان کی زندگی کے متعلق اہم امور کی ایک دفعہ پھر یاد دلائی جائے۔

مسٹر ڈینگ کی چار نسلیں ایک ہی چھت کے نیچے رہ رہی ہیں اور عام طور پر جمہوریت کی طرز پر وہ ان کے نرم روئی کے فیصلوں سے خوش رہتے ہیں۔ البتہ ۱۹۸۹ء میں جب جمہوریت کی تحریک کو فوج کے ذریعے کچلا گیا تو ان کی فیملی کے افراد کا آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس موقعے پر ڈینگ قبیلے میں کسی حد تک پھوٹ پڑ گئی اگرچہ وہ بات عارضی سی تھی اور اب جب کہ حالات کو استحکام حاصل ہو گیا ہے۔ وہ پھر اپنے قبیلے کے مقبول سربراہ بن گئے ہیں ان کی فیملی کے تمام افراد اپنے فیصلوں کے لئے ان کی طرف نظر رکھتے ہیں اور ان کی باتوں کو خاصی احتیاط کے ساتھ سنتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کا بدل

اگر اقوام متحدہ سے پوچھا جائے کہ کیا اس ادارے کی موجودگی میں ایسا ہی کوئی اور ادارہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے تو یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ لیکن گذشتہ ۱۱۔ فروری کے روز ایک ادارہ معرض وجود میں آ گیا ہے۔ یہ ان ملکوں کا ادارہ ہے جو اقوام متحدہ میں شامل نہیں ہیں یا مختلف ممالک میں ایسی تنظیموں کا جو غیر نمائندہ سمجھی جاتی ہیں۔ اس کا نام یو۔ این۔ پی۔ او ہے اور مقصد یہ ہے کہ دنیا کے معاملات زیادہ جمہوری انداز میں چلائے جائیں۔ یعنی وہ کام جو ان کے خیال میں اقوام متحدہ کا ادارہ اس وقت نہیں کر رہا۔ اس نئے ادارے کا دعویٰ ہے کہ اقلیتی گروپ اس میں شامل ہیں۔ اور ایسے علاقے بھی جن پر غیر قابض ہیں۔ اور جنہیں اقوام متحدہ تسلیم نہیں کرتی۔ اس کے ۱۵۔ ابتدائی اراکین نے اس ادارے کی حمایت میں اپنے ہاتھ کھڑے کئے ہیں۔ یو۔ این۔ پی۔ او کا جو معاہدہ یا ٹریٹی تیار کیا گیا ہے۔ اس پر پیس پیلس ہیگ میں تمام اراکین نے دستخط کئے۔ یہ ادارہ علاقائی اقلیتوں کی نمائندگی کرے گا اور ایسے لوگوں کی بھی جو کسی دوسرے کے تسلط سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ چارٹر یا یہ ٹریٹی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے جس کے ساتھ اقوام متحدہ کے ادارے کا آغاز کیا گیا تھا۔ اس میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ عالمی امن اور حفاظت کے انتظامات کو قائم رکھا جائے۔ انسانی برابری اور انسانی حقوق کی قدر کی جائے۔ اور عالمی تنازعات کو آپس میں مل جل کر حل کیا جائے نہ کر ایک دوسرے کے خلاف جھگڑا پیدا کر کے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر سے جو بات اختلاف رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ یو۔ این۔ پی۔ او کو غیر نمائندہ لوگوں کی نمائندگی حاصل ہوگی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم دنیا میں آزادی اور جمہوریت
باقی ص ۸ پر

هوالشافی
اولاد ـــــ ایک فطری خواہش
بے اولاد مرد و زن کیلئے "خصوصی ہومیو جرمنی کورس"
ـــــ خدا کے فضل سے مؤثر علاج ـــــ
اس کے علاوہ پرانی اور پیچیدہ امراض کے لئے پاکستانی، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کی سیل بند ادویات مناسب اور رعائتی نرخ پر حاصل کرنے
کیلئے
عزیز ہومیوپیتھک سٹور یونیورسٹی روڈ رحمان کالونی۔ ربوہ
فون: ۴۱۴

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ـــ -/۱۵ روپے
۶۰ گرام ـــ -/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

سرکن دی اپھارہ
نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہر باد، سوزش پستان، فالج، ٹک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار و داہ، چیچک وغیرہ کیلئے کیور یو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ویٹرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔)
لاہور: ـــــ پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
کراچی: ـــــ شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
فیصل آباد: ـــــ میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
راولپنڈی: ـــــ جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
ملتان: ـــــ زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
رحیم یار خان: ـــــ رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان
کیوریو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ
لاہور
کراچی
ہیڈ آفس: ربوہ فون: ـــــ ۶۰۶، ۱۷۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم پاکستان نے کہا ہے کہ امریکی امداد ملے نہ ملے ہم اصولوں پر سودا بازی نہیں کریں گے۔ نیز انہوں نے کہا کہ ہم عراق سے بھی تعلقات بڑھائیں گے۔

○ سینیٹ کی چیئرمین شپ کے مسئلہ پر مسلم لیگی سینیٹرز میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ غوث علی شاہ اور سید عباس شاہ میں سے کسی ایک کے نامزد کئے جانے کا امکان ہے۔

○ پیر صاحب پگاڑہ نے کہا ہے کہ مارچ کے اختتام پر جو کچھ ہو گا اس کے بعد انتخابات نہیں ہوں گے۔ مارچ کا آخر آ لینے دیں آپ لوگ خود دیکھ لیں گے کہ کیا ہوگا۔

○ لاہور سمیت ملک کے بیشتر علاقوں میں موسم بہار کی دوسری بارش ہوئی جس سے سردی پھر بڑھ گئی۔

○ حکومت پنجاب نے ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کی مدت ملازمت میں توسیع نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ اگرچہ اتحادی قوتیں عراقی صدر کو مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے دیکھنا چاہتی ہیں لیکن امریکی انٹیلیجنس کے مطابق صدام حسین روس، الجزائر یا موریطانیہ فرار ہو جائیں گے۔

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان خلیج میں جنگ بندی کی قراردادوں کے متن کے بارے میں متفق ہو گئے ہیں۔ عراق کے خلاف دوبارہ جنگی کارروائیوں کی شق کو اس مسودے میں سے نکال دیا گیا ہے۔

○ چین کے وزیر خارجہ نے مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن کے قیام کے لئے امن کانفرنس بلانے کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے عرب اسرائیل جھگڑے کے حل پہ بھی زور دیا۔

○ سری لنکا کے نائب وزیر دفاع مسٹر ارجن وجے رتنے کار میں بم کے دھماکے سے ہلاک ہو گئے۔

○ ایران کی سپریم قومی سلامتی کونسل نے اپنے اجلاس میں کہا ہے کہ عراق میں اتحادی افواج کی موجودگی کا اب کوئی جواز نہیں ہے۔

○ کویت آئل کمپنی نے کہا ہے کہ ملک کے تمام ۹۵۰ تیل کے کنوؤں کو قابض عراقی فوجوں نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ ۳۴۰ کنوئیں مکمل طور پر جل رہے ہیں ان کنوؤں سے اٹھنے والے دھوئیں کے سیاہ بادلوں نے مغربی ایران میں تاریکی کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ دن میں بھی گاڑیوں کی بتیاں جلانے پر مجبور ہیں۔

اعلان نکاح

عزیزہ نعیمہ اختر بنت محمد حنیف صاحب بھٹی کا نکاح ہمراہ اعجاز احمد خان ابن ارشاد احمد خان صاحب بعوض مبلغ بتیس ہزار روپے حق مہر مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے مورخہ ۲۲-۲-۹۱ کو بیت الناصر میں کیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت فرمائے۔

بقیہ: صٓ سے آگے

کے لئے کام کریں گے۔ جونہی کوئی ملک یو۔ این۔ پی۔ او میں شامل ہوگا۔ اس کی سفارت کاری کے لحاظ سے تربیت کی جائے گی۔ اور اسے بتایا جائے گا کہ جھگڑوں کو کس طرح نبٹانا ہے۔ اور گفت و شنید میں کون سے امور زیادہ اہم ہو سکتے ہیں۔ وہ ماحولیاتی تحفظ کے متعلق بھی متعدد باتیں سنیں گے۔ اور انہیں ماہرانہ تجویزیں فراہم کی جائیں گی۔ ان اراکین کو قانونی ماہروں کی مدد بھی میسر رہے گی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کا ادارہ بہت سی باتوں میں انتہائی طور پر ناکام ثابت ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نمائندگی حکومتوں کی ہوتی ہے۔ اور بہت سی حکومتیں ایسی ہیں جو اپنے عوام الناس کی خواہشات کے خلاف چل رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اقوام متحدہ کا ادارہ عوام الناس کے معاملات پر غور کرتا ہے اور اس سلسلے میں اپنے فیصلے صادر کرتا ہے۔ یو۔ این۔ پی۔ او کی کوشش ہے کہ کم از کم ۳۰۰ اراکین اس میں شامل ہونے چاہئیں جس کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

نرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کے لئے امید کی کرن
اٹھراء کی گولیاں
عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں
گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ
اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوی
زیر نگرانی: مرض اٹھراء کے مشہور معالج حکیم عطاء الرحمن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان
دواخانہ محافظ صحت گول چوک اوکاڑہ

ہومیو پیتھک کلینک
حنیف
۱۷۶۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری
ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
موسم سرما کے اوقات کار:
اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ شام ۵ بجے سے ۷½ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے۔
خاکسار: ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

○۔ نرینہ اولاد سے محروم ○۔ بے اولادہ ○۔ اٹھراء ○۔ سوکھا۔ گرمی ○۔ گیس کا علاج کرنیوالے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴
۷۶۴۹۷
۴۳۱
زیر نگرانی: **حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان**
برانچیں: ربوہ: اقصیٰ چوک نزد ٹیلر بکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، لاہور: جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کیساتھ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

پتہ

○۔ قدیمی ○۔ اولین ○۔ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷
برانچیں: ○۔ کراچی: فون ۴۱۳۲۵۱
○۔ لاہور: ۱-D-۳ گلشن راوی
ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان: فون ۴۷۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸